علم نجوم کے اصول اور مبادی

علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ، کراچی

علم نجوم کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ عالم تحت القمر یا ارسطا طالیسی "عالم الکون والفساد" میں جتنی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ان سب کا اجرام سماوی کے مخصوص طبائع اور حرکات سے قریبی تعلق ہے۔ انسان، جو عالم اصغر ہونے کی حیثیت سے پورے عالم اکبر کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے، بالخصوص ستاروں کی تاثیرات کے تابع ہے۔ اس میں خواہ ہم بطلمیوس کی پیروی میں واضح طور پر اس عملی نظریے کو تسلیم کریں کہ اجرام فلکی سے نکلی ہوئی شعاعوں سے ایسی قوتیں یا اثرات خارج ہوتے ہیں جو معمول (قابل) کی طبیعت کو عامل (فاعل) کی طبیعت کے مطابق بنا دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں یا راسخ العقیدہ مسلمانوں کا ہم خیال ہونے کی غرض سے اجرام سماوی کو آئندہ ہونے والے واقعات کا اصل فاعل نہ مانتے ہوئے محض ان واقعات کی نشانیاں (دلائل) تصور کریں۔ ستاروں کا اثر ان کی انفرادی نوعیت پر، نیز زمین یا دوسرے ستاروں کے لحاظ سے ان کے مقام پر منحصر ہے، لہذا عالم کون وفساد کے واقعات اور انسانی زندگی کے نشیب وفراز ہمیشہ لاتعداد اور نہایت متنوع بلکہ متناقض سماوی اثرات کے نہایت ہی پیچیدہ اور متغیر امتزاج کے تابع ہوتے ہیں۔ ان اثرات کو جاننا اور ان کو ایکدوسرے کے ساتھ نظر میں رکھ کر دیکھنا منجم کا محنت طلب کام ہے۔

آخر میں جغرافیائی عنصر کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔ چونکہ روئے زمین کی ہر اقلیم ایک خاص برج اور ایک خاص سیارے کی تاثیر کے تابع ہے، لہذا مختلف ملکوں کے افراد کے لئے افلاک کی حالت سے ایک ہی جیسی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی۔

نجومی کا یہ "ساز وسامان" ایک خاص وضع وقطع کا ہے۔ اس کا استعمال بھی اس سے کم پیچیدہ

نہیں۔ مسلمان منجمین کا فن تین بڑے نظاموں میں محدود قرار دیا جاسکتا ہے۔ ۱۔ نظام مسائل (استفسارات یا سوالات) جس کی غرض وغایت ایسے سوالوں کا جواب دینا ہے جو روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق ہوں، یعنی جب سائل کسی غیر حاضر شخص کے متعلق کچھ پوچھنا چاہے یا اسے کسی چور کا سراغ لگانا مقصود ہو یا کسی کھوئی ہوئی چیز کا پتا مطلوب ہو۔ یہ نجوم کا سب سے زیادہ آسان اور عام شعبہ ہے۔ ۲۔ نظام اختیارات (Electiones) یعنی کسی نہ کسی کام کے سرانجام دینے کا سعد وقت۔ اس وقت کے تعین کے لئے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ چاند اس وقت کس برج میں ہے۔ جو احکامی ہندی طریقوں کو ترجیح دیتے ہیں وہ بارہ برجوں کے بجائے چاند کی ۲۸ منزلوں کا شمار کرتے ہیں۔ ۳۔ نظام سہام الموالید (Genethliological System) یا مسلم مصنفین کی اصطلاح میں جس نظام کی بنیاد تحاویل السنین (Revolutiones Annorum) پر ہے یعنی ان اصطلاحی یا وضعی سالوں یا انکے حصوں پر جو کسی فرد کی پیدائش یا کسی حکومت، فرقے، یا مذہب یا کسی شہر کی تاسیس وغیرہ سے شروع کر کے اب تک گذر چکے ہوں یا گذرے ہوئے سمجھے جائیں۔ اس نظام کا بنیادی اصول دوسرے نظاموں سے مختلف ہے اور وہ یہ کہ ٹھیک پیدائش کے وقت کرۂ سماوی کی خاص صورتحال اٹل طور پر نوزائیدہ کی قسمت کی ہمیشہ کے لئے حد بندی کر دیتی ہے اور اس کے بعد اس کی زندگی بنیادی طور پر کرۂ سماوی کی آئندہ پیش آنے والی تبدیلیوں سے متاثر نہیں ہوتی۔ یہ بطلمیوس کا نظام ہے، جس میں اختیارات کا بہت کم لحاظ رکھا گیا ہے اور جو کچھ ہے اس کی حیثیت مضمرات کی ہے۔ اس کے ہاں نظام مسائل کے لئے ایک لفظ تک نہیں، نیز اس نظام میں دوسرے دو نظاموں کی نسبت فنی دقتیں زیادہ ہیں۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۔ ۱۴ ص ۳۰۵۔۳۰۷ ملخصاً، دانش گاہ پنجاب لاہور)

علم نجوم کا اصطلاحی معنی اور اس کا شرعی حکم

علامہ مصطفی آفندی بن عبد اللہ قسطنطنی المتوفی ۱۰۶۷ھ لکھتے ہیں:

یہ ان قواعد کا علم ہے جس سے تشکلات فلکیہ یعنی افلاک اور کواکب اوضاع مخصوصہ مثلاً مقارنت، اور مقابلت وغیرہ سے دنیا کے حوادث ان کے مرنے اور جینے بننے اور بگڑنے اور دیگر احوال کی معرفت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ستاروں پر ایمان لایا وہ کافر ہوگیا لیکن اس کا محمل یہ ہے کہ جب نجومی کا اعتقاد یہ ہو کہ ستارے عالم کی تدبیر میں مستقل ہیں۔

علم نجوم کی توجیہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی نے یہ عادت جاری کردی ہو کہ بعض حوادث بعض دوسرے حوادث کا سبب ہوں، لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ سیارے نحوست (اور اسی

سعادت) کے لئے عادۃً اسباب اور علت ہیں، نہ اس پر کوئی حسی دلیل ہے نہ سمعی اور نہ عقلی، حسی دلیل کا نہ ہونا تو بالکل ظاہر ہے اور عقلی دلیل اس لئے نہیں ہے کہ سیاروں کے متعلق ان کے اقوال متضاد ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ عناصر سے مرکب نہیں ہیں بلکہ ان کی طبیعت خاصہ ہے پھر کہتے ہیں کہ زحل سرد خشک ہے اور مشتری گرم تر ہے اس طرح انہوں نے عناصر کے خواص کو کواکب کے لئے ثابت کیا۔ اور شرعاً اس لئے صحیح نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص ستاروں کے کاہن کے پاس گیا یا عراف کے پاس گیا یا منجم کے پاس گیا اور اس کی تصدیق کی تو اس نے اس دین کا کفر کیا جو (سیدنا) محمد (ﷺ) پر نازل کیا گیا۔

دیگر احادیث اس طرح ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص عراف یا ساحر یا کاہن کے پاس گیا اس سے سوال کیا اور اس کے قول کی تصدیق کی تو اس نے اس دین کا کفر کیا جو (سیدنا) محمد (ﷺ) پر نازل کیا گیا۔ (مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث ۵۴۰۸، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص کاہن یا عراف کے پاس گیا اور اس کے قول کی تصدیق کی تو اس نے دین کا کفر کیا جو (سیدنا) محمد (ﷺ) پر نازل کیا گیا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۴۲۹، مسند احمد رقم الحدیث: ۹۵۳۲، عالم الکتب)

خصوصیت کے ساتھ نجومیوں کے متعلق یہ حدیث ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے ستاروں کے علم سے اقتباس کیا اس نے جادو سے اقتباس کیا۔ (سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۳۹۰۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۷۲۶، مسند احمد رقم الحدیث: ۲۰۰۰، دار الفکر)

کشاف اصطلاحات الفنون میں مذکور ہے کہ اس علم کا موضوع ستارے ہیں اس حیثیت سے کہ ستاروں سے اس جہان کے احوال اور مسائل معلوم ہوں، جیسے ان کا یہ قول ہے کہ جب سورج اس مخصوص جگہ پر ہو تو وہ اس جہان میں فلاں چیز کے پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اصحاب علم نجوم کا یہ زعم ہے کہ وہ سیاروں کی قوتوں کی معرفت سے اس جہان کی چیزوں کو پیدا ہونے سے پہلے جان لیتے ہیں۔

علم نجوم کے بطلان پر یہ دلیل کافی ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے خود کسی ترکیب، کسی صنعت اور کسی طریقہ سے غیب کا علم حاصل کیا نہ امت کو اس کی تعلیم دی، انبیاء علیہم السلام کو صرف وحی سے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب حاصل ہوتا تھا۔ (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۹۳۱۔ ۱۹۳۰، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ

طہران، ۱۳۷۸ھ)

علم نجوم کے متعلق فقہاء اسلام کی آراء (امام غزالی، امام بخاری، علامہ طیبی، ملا علی قاری، علامہ شامی، امام احمد رضا، علامہ امجد علی، مفتی احمد یار خان، مفتی وقار الدین اور شیخ ابن تیمیہ وغیرہم کی آراء)

امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں: علم نجوم کے احکام کا حاصل یہ ہے کہ وہ اسباب سے حوادث پر استدلال کرتے ہیں لیکن شریعت میں یہ علم مذموم ہے حدیث میں ہے:

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب میرے اصحاب کا ذکر کیا جائے تو بحث نہ کرو، اور جب ستاروں کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو اور جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو رک جاؤ۔ (المعجم الکبیر رقم الحدیث ۱۴۲۷، یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے، المعجم الکبیر رقم الحدیث ۱۰۴۴۸، حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۱۰۸، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۲۳۔۲۰۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے بعد اپنی امت پر پانچ چیزوں کا خطرہ ہے۔ تقدیر کی تکذیب کرنا اور ستاروں کی تصدیق کرنا۔ (ابو یعلیٰ نے صرف دو کا ذکر کیا ہے) (مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث ۴۱۳۵، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۰۳، المطالب العالیہ رقم الحدیث: ۲۹۲۶)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر تین چیزوں کا خطرہ ہے ستاروں سے بارش کو طلب کرنا، سلطان کا ظلم کرنا اور تقدیر کی تکذیب کرنا۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۹۰ طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث ۲۰۷۴۳، حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے۔ اس کی سند میں یزید رقاشی ضعیف ہے باقی راوی ثقہ ہیں)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آخر زمانہ میں مجھے اپنی امت پر جس چیز کا سب سے زیادہ خطرہ ہے وہ ستارے ہیں، تقدیر جھٹلانا ہے اور سلطان کا ظلم کرنا ہے۔ (المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۸۱۱۳، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۰۳، اس کی سند میں ایک راوی لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے اور باقی راوی ثقہ ہیں)

امام غزالی فرماتے ہیں نجوم کے احکام محض ظن، تخمین اور اندازوں پر مبنی ہیں، اور ان کے متعلق کوئی شخص یقین یا ظن غالب سے کوئی حکم نہیں لگا سکتا، لہٰذا اس پر حکم لگانا جہل پر حکم لگانا ہے، سو نجوم کے احکام اس لئے مذموم ہیں کہ یہ جہل ہیں نہ اس حیثیت سے کہ یہ علم ہیں، یہ علم حضرت ادریس علیہ السلام کا معجزہ تھا (دراصل وہ علم رمل تھا یعنی لکیروں سے زائچہ بنانے کا علم وہ نجوم کا علم نہیں تھا) اب یہ علم مٹ چکا

ہے اور کبھی کبھار نجومی کی جو بات سچ نکلتی ہے وہ بہت نادر ہے اور محض اتفاق ہے، کیونکہ وہ کبھی بعض اسباب پر مطلع ہو جاتا ہے اور ان اسباب کے بعد مسبب اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب بہت ساری شروط پائی جائیں جن کے حقائق پر مطلع ہونا بشر کی قدرت میں نہیں ہے جیسے انسان کبھی بادل دیکھ کر بارش کا گمان کرتا ہے حالانکہ بارش کے اور بھی اسباب ہوتے ہیں جن پر وہ مطلع نہیں ہوتا، اور جس طرح ہواؤں کا رخ دیکھ کر ملاح کشتی کو سلامتی سے لے جانے کا گمان کرتا ہے حالانکہ سلامتی کے اور بھی اسباب ہیں جن پر وہ مطلع نہیں ہوتا اور اس کا اندازہ کبھی صحیح ہوتا ہے اور کبھی غلط۔ (احیاء علوم الدین ج ۱ ص ۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ فرماتے ہیں:

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ (الملک: ۵)

بے شک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے مزین فرمایا ہے۔

قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین کاموں کے لئے پیدا فرمایا ہے، ان ستاروں کو آسمان کی زینت بنایا اور ان کو شیاطین پر رجم کرنے کے لئے بنایا اور ان کو راستوں کی ہدایت کی علامات بنایا، اور جس نے ان ستاروں کا کوئی اور مقصد قرار دیا اس نے خطا کی اور اپنا حصہ ضائع کیا اور جس چیز کا علم نہیں تھا اس میں تکلف کیا۔ رزین نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انبیاء اور فرشتے اس علم سے عاجز نہ تھے۔ (کتاب بدء الخلق، باب ۳، مشکوٰۃ رقم الحدیث: ۴۶۰۳)

علامہ شرف الدین حسین بن محمد الطیبی المتوفی ۷۴۳ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام قشیری نے نجومیوں کے مذاہب تفصیل سے ذکر کر کے ان کو باطل کیا ہے، اور لکھا ہے کہ نجومیوں کا صحت کے قریب ترین قول یہ ہے کہ ان حوادث کو ابتداء اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور اپنے اختیار سے پیدا فرماتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ یہ ہے کہ وہ ان حوادث کو اس وقت پیدا فرماتا ہے۔ جب یہ سیارے، بروج مخصوصہ میں ہوتے ہیں۔ اور یہ سیارے اپنی رفتار اپنے اتصال اور اپنی شعاؤں کے گرنے میں مختلف ہوتے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عادت جاریہ ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے یہ عادت جاری کر دی ہے کہ نر اور مادہ کے اختلاط کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور کھانے کے بعد پیٹ بھر جاتا ہے، علامہ قشیری نے کہا یہ چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت میں جائز ہے لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف دلیل ہے کیونکہ جو کام بہ طور عادت جاریہ ہو، اس میں استمرار ہوتا ہے اور کم از کم درجہ یہ ہے کہ اس میں تکرار ہوتا ہے اور ان کے نزدیک ایک وقت ایک مخصوص طریقہ سے بار بار نہیں ہوتا، کیونکہ ایک سال

میں سورج کسی برج کے ایک درجہ میں ہوگا تو دوسرے سال اس برج کے اس درجہ میں نہیں ہوگا اور قرانی، مقابلات اور کواکب کی طرف نظر کے اعتبار سے احکام مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ (شرح الطیبی ج ۸ ص ۳۳۵-۳۳۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۱۳ھ)

ستاروں کی تاثیرات دائمی یا اکثری نہیں ہیں اس کو آسان اور عام فہم طریقہ سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر کسی خاص صفت کے ساتھ کسی ستارے کا کسی مخصوص برج میں ہونا برکت یا نحوست یا فائدہ یا نقصان کا موجب ہے تو ہمیشہ یا اکثر اوقات میں اس ساعت میں برکت یا نحوست یا فائدہ یا نقصان کے اثرات ہونے چاہئیں حالانکہ ایسا نہیں ہوتا، اگر بارش کا ہونا، طوفانوں کا اٹھنا اور زلزلوں کا آنا ستاروں کے کسی مخصوص برج میں ہونے کی وجہ سے ہو تو جب بھی وہ ستارہ اس مخصوص برج میں ہو تو یہ آثار صادر ہونے چاہئیں، یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ سعادت، نحوست، اور نفع اور نقصان کے آثار جن اوقات میں مرتب ہوتے ہیں ان مخصوص اوقات میں ان کا ترتب دائمی یا اکثری نہیں ہے اور مسبب کا دائمی اور اکثری نہ ہونا سبب کے دائمی اور اکثری نہ ہونے کی دلیل ہے، اس سے یہ واضح ہو گیا کہ جن اوقات میں ستارے مخصوص برج میں ہوتے ہیں ان اوقات میں دائمی یا اکثر طور پر ان مخصوص حوادث کا صدور نہیں ہوتا اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت جاریہ ہے کہ جب یہ ستارے مخصوص برج میں مخصوص صفت کے ساتھ ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان مخصوص حوادث کو صادر کر دیتا ہے لہٰذا ستاروں کا مخصوص برج میں ہونا نہ حوادث کے صدور کی علت ہے نہ ان کے صدور کی دائمی یا اکثری سبب ہے۔

امام عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی المتوفی ۷۴۱ھ بیان کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کی ذکر کی ہوئی چیز کے سوا کسی اور چیز کے لئے ستاروں کا علم حاصل کیا اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا، نجومی کاہن اور کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔ اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث: ۴۶۰۳)

اللہ کی ذکر کی ہوئی چیزوں سے مراد ستاروں سے آسمان کی زینت ان کا رجوم شیاطین (شہاب ثاقب) ہونا اور ان سے راستوں کی ہدایت حاصل کرنا ہے۔ سو جس شخص نے ان کے علاوہ کسی اور چیز کے لئے ستاروں کا علم حاصل کیا (مثلاً غیب جاننے کے لئے اور آئندہ کی پیش گوئی کے لیے) تو اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری المتوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

پس کاہن اور نجومی دونوں کافر ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ پانچ سال تک اپنے بندوں سے بارش کو روک لے اس کے بعد بارش نازل فرمائے تو لوگوں میں سے کافروں کی ایک جماعت یہ کہے گی کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے۔ (سنن النسائی رقم الحدیث ۱۵۲۹، مشکوٰۃ رقم الحدیث: ۴۶۰۵)

ملا علی قاری لکھتے ہیں: اب ان کافروں سے یہ کہا جائے کہ پانچ سال تک وہ ستارہ کہاں تھا جس کی وجہ سے ایک سال میں سینکڑوں بارشیں ہوتی تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ ستارے دائمی سبب ہیں نہ اکثری سبب ہیں اور نہ بارش کے لئے ان کا مخصوص برج میں ہونا سبب ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ ہے اور نہ بارش کی علامت ہے، یہ سب کفار کی بے دلیل باتیں اور خرافات ہیں۔ (مرقات المفاتیح ۹ ص ۲۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ)

سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: علامہ علاء الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ نے علم نجوم اور علم رمل وغیرہ کو حرام کہا ہے (در مختار ج ۱ ص ۲۳ ملخصاً)

علامہ شامی فرماتے ہیں علم نجوم کی تعریف ہے: حوادث سفلیہ پر تشکلات فلکیہ سے استدلال کی معرفت جس علم سے حاصل ہو وہ علم نجوم ہے۔

صاحب ہدایہ نے مختارات نوازل میں لکھا ہے کہ فی نفسہ علم نجوم اچھا علم ہے مذموم نہیں ہے ایک علم حسابی ہے اور یہ حق ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

الشمس والقمر بحسبان۔ سورج اور چاند مقررہ حساب سے (گردش کررہے) ہیں۔

یعنی ان کی رفتار اور ان کا گردش کرنا حساب سے ہے۔ اور اس کی دوسری قسم استدلالی ہے، یعنی وہ ستاروں کی رفتار اور افلاک کی حرکت سے اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدر پر استدلال کرتے ہیں اور یہ جائز ہے جیسے طبیب نبض کی رفتار سے صحت اور مرض پر استدلال کرتا ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدر پر استدلال نہ کرے بلکہ خود غیب جاننے کا دعویٰ کرے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا، پھر اگر علم نجوم سے صرف نمازوں کے اوقات اور قبلہ کی سمت پر استدلال کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ الخ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اتنی مقدار سے زائد علم نجوم حاصل کرنے میں حرج ہے۔ بلکہ الفصول میں مذکور ہے کہ مطلقاً علم نجوم کو حاصل کرنا حرام ہے جیسا کہ در مختار میں ہے اور اس سے مراد علم نجوم کی وہ قسم ہے جس میں ستاروں کی رفتار اور حرکت افلاک سے اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر استدلال کیا جاتا ہے، اسی وجہ سے احیاء

العلوم میں مذکور ہے کہ فی نفسہ علم نجوم مذموم نہیں ہے اور حضرت عمر نے فرمایا ستاروں سے وہ علم حاصل کرو جس سے تم بحر و بر میں راستوں کی ہدایت حاصل کر سکو، پھر رک جاؤ، حضرت عمر نے اس کے ماسوا کو تین وجوہ سے منع فرمایا ہے۔ ۱۔ یہ علم اکثر مخلوق کے لئے مضر ہے، کیونکہ عوام جب یہ علم سیکھیں گے تو وہ ستاروں کو موثر اعتقاد کریں گے۔ ۲۔ ستاروں کے احکام محض اندازوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ ۳۔ اس علم کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ جو چیز مقدر کر دی گئی ہے وہ بہر حال ہوتی ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

علم رمل وہ علم ہے جو قواعد سے لکیروں اور نقطوں کی مختلف اشکال پر مبنی ہے اور ان شکلوں سے مستقبل میں پیش ہونے والے امور معلوم ہو جاتے ہیں اور تم کو معلوم ہے کہ یہ علم حرام قطعی ہے اس کی اصل حضرت ادریس علیہ السلام ہیں اور یہ شریعت منسوخ ہو چکی ہے۔ علامہ ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اس علم کا سیکھنا اور سکھانا حرام قطعی ہے۔ کیونکہ اس سے عوام کو یہ وہم ہوگا کہ اس علم کا جاننے والا غیب کے علم میں اللہ کا شریک ہے (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۹۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۹ھ) نیز علامہ شامی فرماتے ہیں حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کاہن کے پاس گیا اور اس کے قول کی تصدیق کی یا جس شخص نے حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کی یا جس شخص نے اپنی بیوی کی پچھلی طرف مباشرت کی تو وہ اس دین سے بری ہوگیا جو (سیدنا) محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ (سنن ابو داؤد رقم الحدیث ۳۹۰۴، سنن الترمذی رقم الحدیث ۱۳۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۶۳۹) اس حدیث میں کاہن کا لفظ عراف اور منجم دونوں کو شامل ہے اور عرب ہر اس شخص کو کاہن کہتے تھے جو علم دقیق کا حامل ہو اور بعض عرب منجم اور طبیب کو بھی کاہن کہتے تھے۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۲۹، ۱۲۲۔۱۲۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

نجوم کے دو ٹکڑے ہیں علم و فن۔ جز اول کی طرف تو قرآن عظیم میں ارشاد ہے: الشمس والقمر بحسبان، والشمس تجری لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم. والقمر قدرنه منازل حتى عاد كالعرجون القديم. لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا الليل سابق النهار وكل في فلك يسبحون. وجعلنا الليل والنهار ايتين فمحونا اية الليل وجعلنا اية النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربكم ولتعلموا عدد السنين والحساب وكل شيء فصلنه تفصيلا. والسماء ذات البروج. تبارك الذي جعل في السماء بروجا. فلا اقسم بالخنس. الجوار الكنس. ويتفكرون في خلق السموت والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحنك فقنا عذاب النار. الم تر الى ربك كيف مد الظل ولو شاء

لتجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ثم قبضنہ الینا قبضا یسیرا الی غیر ذٰلک من ایات کثیرۃ اور اس کا ان تاثیر باطل ہے تدبیر عالم سے کواکب کے متعلق یہ تو نہیں کیا گیا ان کے لیے کوئی تاثیر ہے غایت درجہ فلکیہ مثل حرکات بعض علامات ہیں کما قال اللہ تعالیٰ وعلامٰت وبالنجم ھم یھتدون۔ بعض کا اختلاف احوال سے طبیعت کے انحراف پر دلیل ہوتا ہے مگر وہ انحراف اس کا اثر نہیں بلکہ یا اختلاف اس کے سبب سے ہے اس علامت ہی کی وجہ سے بھی اس کی طرف اکابر نے نظر فرمائی ہے۔ فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم۔ زمانہ قحط میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ باران کے لئے دعا کرو اور منزل قمر کا لحاظ کر لو امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے۔ لاتسافروا والقمر فی العقرب اگرچہ علماء نے اس کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ عقرب ایک منزل تھی اور قمر ایک راہزن کا نام تھا کہ اس منزل میں تھا۔ علم تکسیر علم جفر سے جدا دوسرا فن ہے اگرچہ جفر میں بھی تکسیر کا کام پڑتا ہے یہ بھی اکابر سے منقول ہے۔ امام حجۃ الاسلام غزالی وامام فخر الدین رازی و شیخ اکبر محی الدین ابن عربی و شیخ ابو العباس بونی وشاہ محمد غوث گوالیاری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اس فن کے مصنف و مجتہد گزرے ہیں اس میں شرف قمر وغیرہ ساعات کا لحاظ اگر اسی علامت کے طور پر ہو جس کی طرف ارشاد فاروقی نے اشارہ فرمایا تو لا باس ہے اور پابندی اوہام منجمین کے طور پر ہو تو ناجائز ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطن ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ذٰلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ طلسم ونیرنجات سراسر ناجائز ہیں نیرنج تو شعبدہ ہے اور شعبدہ حرام کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار اور طلسم تصاویر سے خالی نہیں اور تصویر حرام اشد الناس عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی والمصورون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۰، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی۔ ۱۳۱۲ھ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں:

باقی ستارے رہے تو یہ بات بعید نہیں ہے کہ ان کی بھی کچھ اصل ہو کیونکہ شرع نے صرف ان کے اندر مشغول رہنے سے نہی فرمائی ہے۔ ان کی حقیقت کی نفی بالکلیہ نہیں کی ہے اور اسی طرح سلف صالح سے ان چیزوں میں مشغول ہونا اور مشتغلین کی مذمت اور ان تاثیرات کا قول نہ کرنا تو برابر چلا آیا ہے مگر ان سے ان چیزوں کا معدوم ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ علاوہ بریں ان میں سے بعض اشیاء ایسی ہیں جو یقین کے درجہ میں بدیہیات اولی کے درجہ کو پہنچ چکی ہیں مثلاً شمس و قمر کے حالات مختلف ہونے سے فصلوں کا مختلف ہونا وعلی ہذا القیاس اور بعض باتیں فکر یا تجربہ یا رصد سے ثابت ہوتی ہیں جس طرح تجربہ وغیرہ سے

سونے کی حرارت اور کافور کی برودت ثابت ہوتی ہے اور غالباً ان کی تاثیر دو طریقے سے ہوتی ہے ایک طریقہ تو طبیعت کے قریب قریب ہے یعنی جس طرح ہر نوع کے لیے طبائع مختلف ہوتی ہے جو اسی نوع کے ساتھ مختص ہوا کرتی ہے یعنی حرارت و برودت اور رطوبت اور یبوست اور امراض کے رفع کرنے میں انہیں طبائع سے کام لیا جاتا ہے۔ اسی طرح افلاک اور کواکب کے لئے بھی طبائع خاص اور جدا جدا خواص ہیں مثلاً آفتاب کے لئے حرارت اور چاند کے لیے رطوبت اور جب ان کواکب کا اپنے اپنے محل میں گذر ہوتا ہے زمین پر ان کی قوت کا ظہور ہوتا ہے۔ دیکھو کہ عورتوں کے لئے جو عادات اور اخلاق مخصوص ہیں ان کا منشا عورتوں کی طبیعت ہی ہوا کرتی ہے اگرچہ اس کا ادراک ظاہر طور پر نہ ہو سکے اور مرد کے ساتھ جو اوصاف مختص ہیں مثلاً جرأت آواز کا بھاری ہونا اس کا منشا بھی اس کی کیفیت حراری ہوا کرتی ہے پس تم اس بات سے انکار مت کرو کہ جس طرح ان طبائع خفیہ کا اثر ہوتا ہے اسی طرح زہرہ اور مریخ وغیرہ کے قوی زمین میں حلول کر کے اپنا اثر ظاہر کریں اور دوسرا طریقہ قوت روحانیہ اور طبیعت کے باہم ترکیب کے قریب قریب ہے۔ اس کی مثال ہے کہ جس طرح جنین کے اندر ماں اور باپ کی طرف سے قوت نفسانی حاصل ہوتی ہے اور آسمان و زمین کے ساتھ ان عناصر ثلاثہ کا حال ایسا ہی ہے جو ماں باپ کے ساتھ جنین کا حال ہوا کرتا ہے پس یہی قوت جہان کو اولاً صورت حیوانیہ بعد ازاں صورت انسانیہ کے قبول کرنے کے قابل بناتی ہے اور اتصالات فلکی کے اعتبار سے ان قویٰ کا حلول کئی طرح پر ہوتا ہے اور ہر قسم کے خواص مختلف ہوتے ہیں جب کچھ لوگوں نے اس کے اندر غور کرنا شروع کیا تو ان ستاروں کا علم یعنی علم نجوم حاصل ہو گیا اور اس کے ذریعے سے آئندہ واقعات ان کو معلوم ہونے لگے مگر جب مقتضائے الٰہی اس کے خلاف مقرر ہو جاتی ہے تو ستاروں کی قوت ایک دوسری صورت میں جو اسی صورت کے قریب ہوتی ہے متصور ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے اور کواکب کے خواص کا نظام بھی قائم رہتا ہے اور شروع میں اس نکتہ کو اس طرح تعبیر کیا جاتا ہے کہ کواکب کے خواص میں لزوم عقلی نہیں ہے بلکہ عادت الٰہی اس طرح جاری ہے اور خاص بمنزل امارات اور علامت کے ہیں مگر جب کثرت سے لوگوں کو اس علم میں توغل ہو گیا اور بہت تن اس میں مشغول ہو گئے تو اس واسطے اس میں کفر اور خدا تعالیٰ پر ایمان کے قائم نہ رہنے کا احتمال پیدا ہوا۔ کیونکہ جو شخص اس علم میں مشغول ہو رہا ہے وہ تہ دل سے کیونکر یہ بات کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے یہ مینہ برسا ہے بلکہ وہ تو خواہ مخواہ یہی کہے گا کہ فلاں فلاں تارے کی وجہ سے برسا ہے لہٰذا یہ امر اس کو اس ایمان سے جو نجات کا دارومدار ہے ضرور مانع ہوگا اور اگر کسی شخص کو اس علم سے ناواقفیت ہے تو اس کی یہ ناواقفیت کچھ مضر نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ خود تمام مقتضائے

حکمت کے موافق انتظام کرتا ہے خواہ کوئی اس سے واقف ہو یا نہ ہو۔ پس ضرور ہوا کہ شرع میں ایسا علم نیست و نابود کر دیا جائے اور لوگوں کو اس کے سیکھنے سے ممانعت کی جائے اور یہ بات ظاہر کر دی جائے کہ جس نے نجوم سیکھا اس نے جادو کا ایک شعبہ حاصل کیا جس قدر زیادہ سیکھے اسی قدر اس کا وبال ہوگا۔ اس کا حال توریت و انجیل کا سا حال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص کے ساتھ نہایت تشدد کیا ہے جو ان کے دیکھنے کا قصد کرے کیونکہ ان دونوں میں تحریف ہوئی ہے اور ان کے دیکھنے میں احتمال ہے کہ آدمی ان کو دیکھ کر قرآن عظیم کی فرمانبرداری ترک کر دے اس واسطے آنحضرت ﷺ نے اس سے نہی فرمائی یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہماری رائے ہے اور ہمارے تجسس کا نتیجہ ہے۔ پس اگر سنت سے اس کے خلاف کچھ ثابت ہو تو جو سنت سے ثابت ہو وہی بات ٹھیک ہے۔ (ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۹۵، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ، لاہور)

صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو برا جانتے ہیں ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔

نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی یہ بھی خلاف شرع ہے اس طرح نچھتروں کا حساب کہ فلاں نچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔ (بہار شریعت حصہ ۱۶، ص ۱۵۹، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۱۹ھ)

مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی فلاں تارہ فلاں برج میں پہنچا لہٰذا بارش ہوئی اس کی تاثیر سے بادل اور برسایا کہنا حرام ہے بلکہ بعض معانی سے کفر ہے خیال رہے کہ ستاروں کو فاعل مدبر ماننا کفر ہے انہیں بارش کی علامت ماننا اگرچہ کفر نہیں ہے مگر یہ کہنا بہت برا ہے کہ فلاں تارے سے یہ بارش ہوئی کہ اس میں کفار کے عقیدے کا اظہار ہے۔ (اس سے پہلے ص ۲۰۷ پر لکھا ہے) بہرحال نجومیوں سے غیب کی خبریں پوچھنا بدترین گناہ ہے۔ (مرآت المناجیح ج ۶ ص ۲۷۱، مطبوعہ گجرات)

مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی متوفی ۱۹۹۳ء رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

نجومی اور کاہن وغیرہ سے تو سوال کرنے کی بھی ممانعت ہے، صحیح مسلم میں ہے: جو کاہن

(نجومی) کے پاس آئے اور اس سے کچھ دریافت کرے اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں، حضرت ربیع سے ایک روایت ہے کہ قسم اللہ کی اللہ تعالیٰ نے کسی ستارے میں کسی کی زندگی نہیں رکھی، نہ ہی اس کا رزق اور نہ ہی اس کی موت اور وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور وہ ستاروں کو علت قرار دیتے ہیں (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الطب والرقی، باب الکہانۃ، فصل ثالث) مشکوٰۃ میں ایک اور حدیث ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، جس کسی نے علم نجوم کا کچھ حصہ سیکھا جو اللہ تعالیٰ نے نہیں بیان فرمایا، پس تحقیق اس نے ایک حصہ جادو کا حاصل کیا نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔ (مشکوٰۃ حوالہ بالا) غرض علم نجوم اور علم رمل سیکھنا ناجائز ہے اور زائچہ بنوانا بھی ناجائز ہے۔ (وقار الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۳۲-۳۳۳ ملخصاً مطبوعہ بزم وقار الدین کراچی، ۱۴۲۱ھ)

شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی متوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں:

اسی طرح نجومی ہیں اور ان کے علم کا معنی یہ ہے کہ حرکات علویہ حوادث کے حدوث کا سبب ہیں اور سبب کا علم مسبب کے علم کو واجب کرتا ہے ان لوگوں کو کسی چیز کے ایک سبب کا پتا چل جاتا ہے لیکن اس چیز کے باقی اسباب، اس کی تمام شروط اور تمام موانع کا علم نہیں ہوتا، مثلاً ان کو یہ علم ہوتا ہے کہ اگر گرمیوں میں سورج سر پر پہنچ جائے تو فلاں علاقے میں انگور حقی بن جائیں گے، لیکن ہو سکتا ہے اس علاقہ میں انگور پیدا نہ ہوئے ہوں یا بارش اور ژالہ باری سے انگور پکنے سے پہلے ہی ضائع ہو گئے ہوں، لہٰذا صرف اس بات کے علم سے کہ گرمیوں میں سورج کی حرارت سے انگور حقی بن جاتے ہیں یہ پیش گوئی نہیں کی جا سکتی کہ کسی علاقے میں فلاں مہینے میں انگور حقی بن گئے ہیں اور نبی ﷺ نے یہ فرمایا جس شخص نے عراف کے پاس جا کر کسی چیز کا سوال کیا اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۳۰) اور عراف کا لفظ کاہن، نجومی اور رمال سب کو شامل ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۳۵ ص ۱۰۶، مطبوعہ دار الجیل، الریاض ۱۴۱۸ھ)

شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی المتوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں:

پھر ان نجومیوں کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو یہ اس کے نام کا ستارہ معلوم کرتے اور بچہ کا وہ نام رکھتے جو اس ستارے پر دلالت کرتا، پھر وہ بچہ جب بڑا ہو جاتا تو پھر وہ اس ستارے کے احوال سے اس بچے کے احوال کو معلوم کرتے اور ان کے اختیارات یہ ہوتے تھے کہ اگر انہوں نے کسی سفر پر جانا ہوتا تو اگر چاند کسی مبارک برج میں ہوتا تو جو ان کے نزدیک سرطان ہے تو وہ سفر پر جاتے اور اگر چاند کسی منحوس برج میں ہوتا اور وہ ان کے نزدیک عقرب ہے تو پھر وہ سفر پر نہ جاتے۔